السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مقتیان شرح متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ہندہ کا زنا کا پیشہ ہے، چنانچہ مرنے تک یہ پیشہ رہا، آخر بیماری میں اُس نے توبہ کی آیا یہ توبہ اس کی قبول ہے یا نہ اور اس کا جنازہ جائز ہے یا نہ ایک عالم نے اس کے جنازہ سے منع کیا، دوسرے عالم نے اس مانع پر کفر کا فتویٰ لگا دیا کیا یہ فتویٰ لگانے والا اپنے فتویٰ میں صواب پر ہے یا خطا پر، بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہندہ نے اگر نزع سے پہلے توبہ کی ہے، تو اس کی توبہ منظور ہے، اور اگر عین حالت نزع میں توبہ کی ہے تو توبہ قبول نہیں۔

كما قال اللہ تعالٰى وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ الاٰيۃ۔ وَفِی الْكَمَالَيْنِ لِاَنَّهٗ حَالُ مُشَاهَدَةِ مَلَكِ الْمَوْتِ وَالْعَذَابِ فَهِیَ حَالَةُ اِضْطِرَارٍ لَا اِخْتِيَارٍ وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّ تَوْبَةَ الْبَاسِ مَقْبُوْلَةٌ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِيْمَانُهٗ مَقْبُوْلًا كَذَا فِی الْخُلَاصَةِ وَغَيْرِهَا لٰكِنْ وَقَعَ فِیْ جَامِعِ الْمُضْمَرَاتِ خِلَافُهٗ وَهُوَ الصَّحِيْحُ وَالْوَارِدُ فِیْ اَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ انتہی ((

"جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو کرتے جاتے ہیں برے کام جب تک سامنے آئے ایسے کسی کو موت کہنے لگا، میں نے توبہ کی اب اور ان کو جو مرتے ہیں کفر میں ان کے واسطے ہم نے تیار کی دکھ کی مار، اور کمالین میں ہے، اس واسطے کہ یہ حال ملک الموت اور عذاب کے حاضر ہونے کا وقت ہے، اور یہ حالت اضطراری ہے، نہ اختیاری مشہور ہے کہ اس کی توبہ مقبول ہے، اگرچہ اس کا ایمان قبول نہیں، اور خلاصہ وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے، لیکن جامع المضمرات میں اس کا خلاف ہے، اور وہی صحیح ہے، احادیث بھی اسی پر دال ہیں۔ انتہیٰ"

((وَفِی الْاِكْلِيْلِ تَحْتَ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ فِيْهِ بَيَانُ الْوَقْتِ الَّذِیْ تُقْبَلُ فِيْهِ التَّوْبَةُ وَهُوَ مَا لَمْ يَصِلِ الْاِنْسَانُ اِلَى الْغَرْغَرَةِ وَمُشَاهَدَةِ مَلَكِ الْمَوْتِ وَالْعَذَابِ اِذَا وَصَلَ ذٰلِكَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ تَوْبَةٌ وَلَا يُصِحُّ مِنْهُ اِيْمَانٌ))

"اور اکلیل میں ان دونوں آیتوں کے نیچے لکھا ہے کہ ان میں اس وقت کا بیان ہے، کہ اس میں (اگر توبہ کرے) توبہ قبول ہو جاتی ہے، اور وہ وقت غرغرہ کی حالت سے اور ملک الموت اور عذاب کے حاضر ہونے سے پہلے ہے، اور جس وقت انسان ان حالتوں کو پہنچ جاوے، تو اس وقت نہ توبہ مقبول ہے، اور نہ ایمان صحیح ہے۔"

((اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ قَالَ الْقَرِيْبُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ وَعَنِ الْحَسَنِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ))

"ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس قول باری تعالیٰ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قریب سے مراد وہ وقت ہے جو درمیان اس کے اور درمیان حاضر ہونے ملک الموت کے ہے، اور اس کی تفسیر میں حسن سے منقول ہے کہ جب تک حالت غرغرہ نہ لاحق ہو اور احمد و ترمذی نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے، کہ حالت غرغرہ کے لاحق ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ ۱۲۔"

اور جو لوگ اس طرح علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہوں، اور ارتکاب کبائر ایسے آزاد اور بے باک ہوں، ان کا جنازہ امام اور مقتداء اگر زجراً و توبیخاً نہ پڑھے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ از روئے فتویٰ ان پر نماز پڑھنی جائز ہے، چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی غرض سے کئی ایک ہستیوں پر نماز جنازہ نہیں پڑھی، اور عام لوگوں کو رخصت دی، یا منع نہ کیا جیسا کہ ذیل کی احادیث سے ظاہر ہے۔

((اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِرَجُلٍ لِيُصَلِّیَ عَلَيْهِ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَاِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا الحديث))

"ترمذی نے ابن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم ہی اپنے صاحب پر نماز پڑھ لو، کیونکہ اس کے ذمہ قرض ہے۔"

حاشیہ میں ہے۔

((قَالَ الطِّيْبِیُّ لَعَلَّهٗ ﷺ اِمْتَنَعَ عَنِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَدْيُوْنِ الَّذِیْ لَمْ يَدَعْ وَفَاءً تَحْذِيْرًا عَنِ الدَّيْنِ وَزَجْرًا عَنِ الْمُمَاطَلَةِ وَالتَّقْصِيْرِ فِی الْاَدَاءِ الخ واخرج ايضا عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عليه النبی ﷺ وَاَخْرَجَ اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ وَلَمْ يَنْهَ عَنِ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ ((

"طیبی نے کہا، کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے اس قرض دار پر جس نے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو، اس واسطے نماز نہیں پڑھی، تاکہ لوگو ںکو قرض کی جلدی نہ ادا کرنے میں تنبیہ اور زجر، ترمذی نے جابر بن سمرہ سے بھی روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے خود کشی کی، (یعنی اپنے آپ کو مار ڈالا) تو نبی ﷺ نے اس پر نماز نہیں پڑھی، اور ابو داؤد نے ابی برزہ سلمی سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ تو ماعز بن مالک پر نماز پڑھی، اور نہ نماز پڑھنے سے منع کیا۔" ۱۲

دلائل مذکورۃ الصدر سے واضح ہو گا ی کہ عمرو اپنے دونوں قولوں میں حق پر ہے، اس پر تکفیر کا حکم لگایا، اس کی امامت کو ناجائز کہنا محض بے دلیل اور بے اصل ہے اور زید کا قول عمرو کے حق میں صریح ظلم اور تعدی ہے۔

(حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما) (فتاویٰ غزنویہ ص ۱۰۷،۱۰۶)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث](#)

جلد05ص132-135

محدث فتویٰ